امامُ الکاذبین یعنی پیر محمد چشتی کی مجموعہ
خرافات کتاب الجراحات کا منہ توڑ جواب

سل الحسام الہندی لنصرۃ

ابوبکر

مولانا سیف الرحمن النقشبندی

حصہ دوم

مؤلف

شیخ الحدیث استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی نقشبندی

دیباچہ

محترم قارئین کرام! امام الکاذبین بلید چترالی پیر محمد چشتی کی مجموعہ خرافات کتاب (الجراحات) کا دندان شکن جواب سل الحسام الھندی لنصرۃ مولانا سیف الرحمن النقشبندی کا دوسرا حصہ حاضر خدمت ہے۔ مجدد کی یہ شان ہوتی ہے کہ ہر آنے والے فتنے سے بروقت امت کو خبردار کرتے ہیں اور ہر فتنے کی سرکوبی کے لئے سب سے اول علمی و عملی و قولی فعلی جہاد شروع کرتے ہیں۔

جس شدت کے ساتھ بلید چترالی نے اہلسنت کے خلاف فتنہ برپا کیا تھا اس سے زبردست طریقے سے حضرت اخوندزادہ صاحب مبارک نے اہلسنت وجماعت کے خلاف اٹھنے والے اس فتنے کی سرکوبی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنائت سے پیر محمد چترالی کا فتنہ اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچ رہا ہے۔ جماعت اہلسنت سے اس کو باہر نکلنا پڑا اپنے ایمان کی جڑیں اسنے کھوکھلی کرلیں۔

ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب یہ بلید چترالی اور اسکے جاہل پیروکار جن میں سرفہرست حضرو اٹک کا ایک بد دماغ اور جاہل مولوی ہے اپنے انجام کو پہنچیں گے حضرت صاحب کا مقصد تو اصلاح اور ان کو ہدایت کی طرف راغب کرنا تھا، اور ہے اگر یہ جاہل مولوی کمثل الحمار یحمل اسفارا کی مانند اپنے جہل سے باز نہ آئیں تو انکی مرضی۔ آخر ہم حضرت صاحب مبارک کے مریدین متعلقین خلفاء اور خدام آپکے امر مبارک کے مطابق اس قسم کے ہر فتنے کے خلاف قولاً و فعلاً و عملاً و علماً ہر وقت ہر لمحہ جہاد کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے ہم سب کو استقامت کامیابی عطا فرمائے آمین۔

حافظ محمد آصف محمدی سیفی۔ وخدام دربار عالیہ سیفیہ محمدیہ
نقشبندیہ مجددیہ، مرشد آباد، حسین ٹاؤن۔ راوی ریان شریف، تحصیل فیروزوالا، ضلع شیخوپورہ

دعوت ذکر و فکر

آج کے اس پر فطن دور میں جب دنیا بد امنی کا مرکز فتنہ اور فساد کا گھر اور خون ریزی کا محور بنی ہوئی ہے۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ چوری چکاری' رہزنی' زنا' اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو چکا ہے۔ ضرورت تھی کسی ایسی شخصیت کی جن کی توجہ مبارکہ سے جن کی دعوت و تبلیغ سے معاشرے میں ذکر و سنت کا انقلاب برپا ہو۔ انقلاب افغانستان کی وجہ سے اللہ تعالی کا کرم ہوا۔ اور حضرت سیدنا اخوندزادہ سیف الرحمن پیراچی مبارک مدظلہ العالی جیسی عظیم' روحانی' شخصیت خطہ پاک پاکستان کے قبائلی علاقہ خیبر ایجنسی باڑہ منڈیکس میں تشریف فرما ہوئی۔ جس تیزی کے ساتھ خلق خدا آپ کے دامن فیض سے مستفیض ہو رہی ہے۔ قریب قریب ماضی و حال میں اسکی مثال نہیں ملتی آپکی شخصیت کا تعارف کرانا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کے خلفاء عظام جس تیزی سے دین کی خدمت کر رہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خصوصا پنجاب اور صوبائی دار الحکومت ام البلاد لاہور میں حضرت سیدنا' مرشد نا میاں محمد حنفی' سیفی نقشبندی' مجددی مبارک' دامت برکاتھم کی خدمات دین بے نظیر و بے مثال و لا تعداد ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں جن میں نامی گرامی بدمعاش مشہور زمانہ چور شرابی جواری آپکی توجہ مبارکہ سے شریعت مطہرہ کے مکمل پابند ہو گئے ہیں۔ مرشد آباد حسین ٹاؤن بالمقابل روای ریان مل کالا شاہ کاکو تحصیل فیروالا ضلع شیخوپورہ میں ہر جمعہ المبارک کو محفل ذکر و نعت ہوتی ہے۔ جہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہاں آنے والے ہر شخص سے جب اس کا ماضی دریافت کریں تو انسان حیران ہو جاتا ہے کہ اتنی زبردست تبدیلی کل جو نوجوان اپنی بغلوں میں وی سی آر دبائے پھرتے تھے اور داڑھی والوں کو مذاق کرتے تھے عمامہ والوں پر طنز کرتے تھے آج خود شریعت مطہرہ کے مکمل پابند ہو چکے ہیں۔ یہ سب فیض ہے نبی اکرم ﷺ کا جو آپ کے سینہ مبارک سے آتا ہوا حضرت اخوندزادہ صاحب مبارک کے سینہ مبارک اور پیر و مرشد حضرت میاں محمد حنفی سیفی مبارک کے سینہ مبارک میں پہنچا۔
اور آپ کی توجہات عالیہ سے گمراہ دلوں کو روشنی نصیب ہوئی۔ اور بے راہ روی کا شکار نوجوان ہدایت یافتہ ہوئے۔ اللہ تبارک و تعالی کے حضور دعا ہے کہ ان بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان کہ مردہ زندہ کرنا آسان ہے اور مردہ دل کو زندہ کرنا نہایت مشکل ہے۔ کتنے عظیم مقام والے ہیں یہ اولیائے کرام کہ جن کی توجہ مبارکہ سے ہزاروں غافل دل اللہ کی یاد میں ذاکر ہو گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کے مقام علم' عمل' میں اضافہ عطا فرمائے اور اس طائفے کا باادب بنائے

آمین ثم آمین

محمد آصف محمدی سیفی راوی ریان شریف

پیر محمد کی عیاری

پیر محمد صفحہ ۱۱۰ اور ۱۱۱ میں اپنی عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ گالی نامہ کے صفحہ ۱۷۵، صفحہ ۱۷۶ اور ۳۲۴ میں پیر صاحب نے اپنے حق میں یہ دعاوی کئے ہیں کہ میں اخص الخاص اولیاء کرام میں سے ہوں اور میں قیوم زماں ہوں اور حضرت پیران پیر صرف اپنے عصر کے مجدد تھے جبکہ میں عصر حاضر کا مجدد اضخم ہوں اور یہ کہ میں حضرت پیراں پیر سے مقام عبدیت میں چھ درجے فوق اور افضل ہوں صفحہ ۱۱۰ میں آپریشن نمبر ا میں پیر محمد اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس کا اجمالی جواب یہ ہے کہ یہ جتنے بھی دعاوی تم نے کئے ہیں بلا دلیل ہیں شیطانی وسوسے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح دعوی نبوۃ کی طرف پیش قدمی کے غماز ہیں کیونکہ پیر صاحب جھوٹ، بہتان، تکبر، حسد، کینہ، الخ۔ جیسے کبیرہ گناہوں میں شب و روز مبتلا ہیں اور ایسا شخص نہ قیوم زماں ہو سکتا ہے نہ اخص الخاص نہ قطب الارشاد الخ۔

الجواب بعون الملک الوھاب

حضرات قارئین کرام! یہ لعنتی، مردود حضرت پر الزام لگاتا ہے کہ آپ نے ہدایتہ السالکین کے مذکورہ بالا صفحات میں اپنے قیوم زمان اخص الخواص اولیاء اور حضرت پیران پیر علیہ الرحمتہ سے چھ درجے فوق و افضل ہونے کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ سراسر سفید جھوٹ ہے پیر صاحب نے ہدایتہ السالکین کے کسی بھی صفحہ میں اپنی طرف سے مذکورہ دعاوی میں سے ایک دعوی بھی نہیں کیا ماسوائے مجدد العصر کے، انشاء اللہ تعالیٰ پیر محمد ایک دعوی بھی بطور دعوی کتاب مذکورہ سے قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا بلکہ حضرت صاحب نے بارہا یہ وضاحت کردی ہے کہ حضرت پیران پیر دیگر اکابر مشائخ کی طرح میرے مقتدی و پیشواء ہیں ایسی صراحت کے بعد بھی ادعاء فوقیت و افضلیت کو آپ کا دعوی قرار دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے پیر محمد اگر آپ کی کتاب مذکور سے یہ جملے کہ میں اخص الخواص ولی ہوں یا میں قیوم زماں ہوں یا حضرت پیران پیر سے افضل ہوں دکھاوے تو منہ مانگا انعام لے سکتا ہے۔ جب آپ نے ان

میں سے ایک دعوی بھی نہیں کیا تو پھر یہ کہنا کہ یہ جتنے بھی تم نے دعاوی کئے ہیں بلا دلیل ہیں۔ انتہائی درجہ کا احمق ہونے کی دلیل ہے۔ یہ عبارات تو کسی عقیدت مند کی بیان کردہ ہیں اس کے خیالات و نظریات ہیں ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ عالم نے ایسی کسی بات کا دعوی نہیں کیا جب یہ حقیقت ہے تو پھر ان امور کو آپ کے شیطانی وسوسے یا دعوی نبوۃ کی طرف پیش قدمی کے غماز قرار دینا کتنی بڑی جہالت اور حماقت ہے اگر غیر مقلدین کی طرف سے مرزائیت اور بریلویت کا موازنہ کر کے بریلوی علماء اور حنفی علماء کو مرزائی ثابت کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی تو انشاء اللہ تعالی تم جیسے خبیث الباطن و خبیث الروح انسان بھی اپنی مذکورہ بالا تلبیس میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے کیا تم نے غیر مقلد عبدالغفور اثری کی وہ کتاب پڑھی ہے جس کا نام ہے حنفیت اور مرزائیت۔ جس میں بریلوی حنفی علماء کو مرزائی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگر تم اس کو پڑھ لو تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ تم ایسی تلبیسات میں ان کے ہم پلہ ہو باقی جھوٹ، بہتان، تکبر، حسد، کینہ وغیرہ چیزوں کی نسبت حضرت قیوم زماں کی طرف کرنا اور ایسے گناہوں میں آپ کو مبتلا قرار دینا یہ تمہاری بدبختی کی علامت ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے ابوجہل کو حضور ﷺ کی ذات اقدس میں عیب و نقص نظر آتا تھا مگر کمال اور خوبی نظر نہ آتی تھی تو گویا تم نے حضرت صاحب پر ایسے بہتانات لگا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم اسی کی معنوی طور پر پیروکاروں میں سے ہو باقی رہا حضرت صاحب کا محض ظاہری علماء و مدرسین سے باطنی علماء و مدرسین اور علماء ربانیین کو افضل قرار دینا تو یہ بھی مبنی برحقیقت ہے جس کو تم بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ میں تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ تم نے خود لکھا ہے کہ 'اور حضرت مجدد الف ثانی نے مبداء و معاد میں اسی معلم پر معلم شریعت و طریقت و مذکی کے جو حقوق زیادہ بتائے ہیں وہ سو فی صد درست ہیں اور یہ کہ پیر طریقت جو خود بھی متشرع ہے اس کا حق محض رسمی ماسٹر و معلم سے بدرجہا زیادہ ہے یہ مجدد الف ثانی کی تصریح کے عین مطابق ہے (ملخصا) ان دو عبارات سے واضح ہے کہ حضرت قیوم زماں کے موقف کو اس سلسلہ میں تم نے تسلیم کر لیا ہے سچ ہے کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ (الحق

یعلو ولا یعلی) صفحہ ۱۱۲ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے شریعت محمدی سے فرار اختیار کیا ہے

الجواب

یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ حضرت صاحب نے کبھی شریعت یا شریعت کے فیصلہ سے فرار اختیار نہیں فرمایا۔ جو شخص مجسمہ شریعت ہے اور کسی بھی مرید یا خلیفہ سے ذرہ بھر شریعت کی خلاف ورزی کو برداشت نہیں کرتا حتی کہ ننگے سر' بیت الخلاء میں جانے کی اجازت نہیں دیتا وہ خود شریعت یا شریعت کے کسی فیصلہ سے راہ فرار کیونکر اختیار کر سکتا ہے یہ بہتان عظیم ہے اور ایسا بہتان لگانے والا شخص ملعون ہے۔

اور صفحہ ۱۱۳ پر پیر محمد کا یہ جھوٹ بولنا کہ پیر صاحب نے سعید خان اور قاری اظہر محمود اظہری حضرو اٹک وغیرہ حضرات سے اپنے گھر میں ناروا سلوک کیا ہے یہ بھی حضرت صاحب کو بدنام کرنے کی ایک سازش ہے ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت صاحب جیسی حلیم و بردبار شخصیت کسی مہمان سے ایسا سلوک کرے۔اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں اشخاص حضرت صاحب کے ہاں نماز عصر سے پہلے آچکے تھے نماز عصر کے بعد سب مہمانوں نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا لیکن ان دونوں نے مصافحہ نہ کیا اور پھر ختم خواجگان کے وقت آداب مجلس کے خلاف ایک دوسرے کو دیکھ کر مجذوبین پر ہنستے تھے اور ذکر و فکر کی بجائے مذاق اڑانے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور پھر اختتامی دعا کے وقت مجلس سے تنفر ہنستے ہوئے اٹھ گئے اور باہر چلے گئے۔ تو حضرت صاحب نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے تو وہابیوں کی طرح ذکر کی بجائے مجلس ذکر کا مذاق اڑایا پتہ نہیں یہ لوگ جاہل ہیں یا منکر ہیں یا جاسوس ہیں؟ تو خادم نے ان کو کچھ تادیب دیا اور تعارف کرایا جب انہوں نے اپنی براءت ظاہر کی تو حضرت صاحب نے صحیح سلامت رخصت کردی پھر ان میں جاہل مرکب حافظ قاری اظہر نے شعبدہ باز کا کردار کرتے ہوئے جھوٹا ڈرامہ بنایا اور بلید چترالی نے اپنے مجموعہ

خرافات رسالہ (الجراحات) میں شائع کیا۔ حالانکہ حضرت صاحب نے صرف جاسوس اور ناموس معلوم کرنے کی خاطر تعارف کروایا تھا۔

باقی تصوف کے مقامات عشرہ توبہ صبر وغیرہ میں آپ اپنی مثال آپ ہیں آج کے دور میں کوئی گدی نشین، کوئی پیر، کوئی سجادہ نشین بندہ کو ایسا نظر نہیں آتا جو ان کا ہم پلہ یا ان کی مثل ہو۔ پیر محمد جیسے خشاء کو ان کی ذات میں کوئی خوبی نظر نہیں آسکتی یہ آنکھوں کے اندھے نہیں دل کے اندھے ہیں اور دل کے اندھوں کو تو امام الانبیاء والمرسلین کا کوئی کمال بھی نظر نہ آتا تھا تو حضرت صاحب کا کوئی کمال یا کوئی خوبی ان کو کیونکر نظر آسکتی ہے۔ صفحہ ۱۱۳ پر پیر محمد آپریشن نمبر۲ کے عنوان میں فتاوی شامی اور حضرت مجدد کی مبداء و معاد اور شرح فقہ اکبر کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ولی گناہوں سے محفوظ ہوتا ہے یعنی کبیرہ گناہوں سے اور ولی وہ ہوتا ہے جو محرمات کا ارتکاب نہیں کرتا اور طاعات پر مواظبت کرتا ہے مگر پیر سیف الرحمان محرمات و مناہی شرعیہ سے اجتناب کرنے کی بجائے جن محرمات و کبائر میں وہ خود مبتلا نظر آتا ہے ان کے شرعی ثبوت کے لئے درج ذیل چند مثالیں پیش کرتے ہیں جو ان کی اپنی کتاب میں ہیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب

یہ بات ابھی واضح ہو جائے گی کہ محرمات و مناہی شرعیہ کا مرتکب کون ہے اور ان میں مبتلا کون ہے حضرت صاحب کے متعلق ایسے خیالات و نظریات رکھنا ایسا ہی ہے جسے کفار و مشرکین انبیاء و مرسلین کے متعلق بدگمانی کا شکار تھے پیر محمد بھی ان سے معنوی تعلق کی وجہ سے حضرت صاحب کے متعلق ایسے خیالات و نظریات کا حامل نہ ہو تو پھر یہ معنوی تعلق کیسے ظاہر ہو۔

صفحہ ۱۱۴ پر لکھتا ہے کہ پیر صاحب کا جھوٹ نمبر۱ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹۱ میں قرآن شریف کی تفسیر بالرائے کر کے بے گناہ مفسرین کا جھوٹا حوالہ دیا ہے ملاحظہ ہو ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من

الخاسرین اے من الکافرین (مفسرین) اور بعینہ یہی جھوٹا حوالہ و تفسیر بالرائے اس املائی خط میں بھی لکھوائی ہے جو میری طرف بھیجا ہے۔ اب پیر صاحب بتائیں کہ یہ تفسیر کن کن مفسرین نے کی ہے کم از کم تین مفسرین کا حوالہ دے کر اپنے آپ کو بری الذمہ کرو۔

الجواب بعون الملک الوھاب

پیر محمد صاحب تم خود جہالت کا پلندہ ہو اگر تم نے تفاسیر کا مطالعہ کیا ہوتا تو ضرور تم کو حضرت صاحب کی صداقت آفتاب روشن کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی۔ حضرت قیوم زماں کا ایک ادنی ترین خادم تم کو چیلنج کرتا ہے کہ تم بندہ ناچیز کے مقابلہ میں آکر حضرت صاحب کی پیش کردہ تفسیر کو تفسیر بالرائے ثابت کردو تو منہ مانگا انعام لو۔ یا پھر ہم تم کو کتب تفاسیر سے یہ تفسیر دکھاتے ہیں تم توبہ کرکے حضرت صاحب کے غلاموں میں شامل ہونے کا اعلان کرو۔

(۱) تفسیر در منثور

(۲) تفسیر کبیر

(۳) تفسیر خازن

(۴) تفسیر ابن کثیر

(۵) بیضاوی

میں سے بعض میں اے من الکافرین کی صراحت موجود ہے اور دوسری بعض کی عبارات سے مرتدین مراد ہیں اور مرتد خاص ہے جبکہ کافر عام ہے ہر مرتد کافر ہے مگر ہر کافر مرتد نہیں ہے اگر ہم ان مذکورہ بالا تفاسیر سے خاسرین سے مراد کافرین نہ ثابت کرسکیں تو ہم اپنی شکست تسلیم کرلیں گے بصورۃ دیگر تمہیں توبہ کرکے حضرت قیوم زماں کے غلاموں میں شامل ہونا ہوگا

(۱) جلالین شریف میں ہے ونزل فیمن ارتدولحق بالکفار (ومن یبتغ

غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین) القرآن۔ لمصیرہ الی النار المؤیدة علیها اس عبارت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ومن یبتغ غیر الاسلام الخ۔ یہ آیت نازل ہی مرتدین کے بارے میں ہوئی ہے جو کفار سے جا ملے تھے اور یہ کہ خسران سے مراد ایسی آگ میں پڑنا ہے جس میں یہ معرض عن الاسلام ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور ہمیشہ آگ و دوزخ میں رہنا بھی کافر و مرتد کے لئے ہے نہ کہ مسلمان کے لئے ثابت ہوا کہ آیت میں خاسرین سے مراد مرتدین و کافرین ہیں ہر مرتد کافر ہے۔

(۲) بیضاوی میں اس آیت کے تحت ہے والمعنی ان المعرض عن الاسلام والطالب لغیرہ فاقد للنفع واقع فی الخسران بابطال الفطرة السلیمة علیها الخ۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۷۰۔ اس عبارت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ یہاں خسارہ سے مراد وہ خسارہ ہے جو فطرۃ سلیمہ سے محرومی کا باعث ہے اور فطرۃ سلیمہ اسلام ہے اس کا فقدان کفر ہے۔

(۳) در منثور صفحہ ۴۸ ج ۱ میں بھی ایسی روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا شان نزول اعراض عن الاسلام اور ارتدار ہے (۴) تفسیر خازن میں صفحہ ۲۵۳ جلد نمبر ۱ میں بھی اس آیت کے سیاق و سباق میں اپنی روایات نقل کی ہیں اور تفصیلا بعد والی آیت کیف یهدی اللّٰہ قومًا کفروا بعد ایمانهم کے تحت ہے لکھا ہے کہ بارہ بندے جو مرتد ہو گئے تھے ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ بھی قرینہ ہے کہ پہلی آیت میں خسران سے مراد کفر وارتد ہے (۵) تفسیر کبیر صفحہ ۴۸۹ ج۔ ۲ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آیتیں وجہ ثانی کے مطابق مرتدین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں انها فی قوم مرتدین عن الاسلام۔ الخ ان پانچ عدد تفاسیر کی عبارات اور روایات اور آیت کا سیاق و سباق بھی قرینہ ہے کہ خسران سے مراد کفر و ارتداد ہے یہ حضرت صاحب کی صداقت کی دلیل ہے اور پیر محمد کے جھوٹا ہونے کی۔

نیز خود آیتہ کریمہ میں قرینہ مقالیہ موجود ہے کہ مراد خاسرین سے کافرین ہیں کیونکہ دین اسلام کی موجودگی میں غیر اسلام کی تلاش کفر ہے جسکا انکار خود تم بھی نہیں کرسکتے نمبرا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جھوٹے تم ہو نہ کہ حضرت صاحب کی ذات اقدس۔

نیز آخرت اگر کافر محل نہیں تو ایمان قبول ہونے کا محل بھی نہیں کافر کافر قرار دیا جائے گا اور مومن مومن رہے گا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت صاحب نے اصل مسودہ میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ ومن یبتغ غیر الاسلام (ای الکفر) دینا فلن یقبل منہ۔ الخ

تو کاتب نے خطاً ای الکفر کو اپنے محل سے ہٹا کر خاسرین کے ساتھ لکھا ہے۔ اور ای الکفر کی بجائے ای الکافرین لکھا ہے اور اس قسم کی کتابتی غلطیوں سے پیر محمد کا جہل اندوز رسالہ بھرا پڑا ہے۔ باقی املائی خط حضرت صاحب کا لکھا ہوا نہیں اور نہ اس پر حضرت صاحب کے دستخط یا مہر موجود ہے بلکہ دوسرے علماء نے لکھا ہے لہٰذا یہ سفید جھوٹ ہے۔ صفحہ ۱۱۴ پر ہی لکھتا ہے کہ (جھوٹ نمبر۲) صفحہ ۸ میں جھوٹ بولا ہے کہ (پیر محمد نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے) حالانکہ میری کسی بھی تحریر میں یہ جرم نہیں ہے الخ۔

الجواب۔

جب تم نے ہونے اور کرنے کو (جو کسب خاص ہیں) کو شان خداوندی کی صفت قرار دیا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ تم نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے جو مستلزم ہے صفتہ الخالق اور صفتہ التکوین کے انکار کو۔ اب تم گلوخلاصی کے لئے انکار پر اتر آئے ہو ایسے گلوخلاصی نہیں ہوگی جب تک توبہ نہ کرو۔

پھر لکھتا ہے کہ پیر صاحب کا جھوٹ نمبر۳ ہے کہ صفحہ ۱۷۹ میں جھوٹ بولا ہے کہ پیر محمد نے شان خداوندی کو حادث ٹھہرایا ہے الخ۔

الجواب۔

جب ہونا اور کرنا کسب کے ساتھ خاص ہے اور کسب حادث ہے تو ہونا و کرنا بھی حادث ہوگا اور ہونے اور کرنے کو تم نے شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے تو شان خداوندی کا حادث ہونا لازم ہے اس میں جھوٹ کی کیا بات ہے جھوٹے تو تم خود ہو۔ جس کا ثبوت تفسیری حوالاجات نے ظاہر کر دیا ہے۔

صفحہ ۱۱۴ میں ہی لکھتا ہے کہ۔ جھوٹ نمبر۴ صفحہ ۷۰ میں سفید جھوٹ لکھا ہے کہ پیر محمد نے اپنے معترضانہ خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین اسلامی عقیدہ ہے۔

الجواب۔

یہی بات تو اختلاف کی بنیاد ہے تم نے خود اپنی کتاب میں اس کا اقرار کیا ہے اور رائیونڈیہ کے امیروں کی کلمہ کے مقصد کے حوالہ سے تشریح کو پانچ عدد تاویلات کر کے اسلامی عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے۔ سچ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔

جھوٹ نمبر۵ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے صفحہ ۱۳۲ میں یہ جھوت بولا ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو غیر مسنون جانا ہے)

الجواب

اگر حضرت صاحب نے یہ فرمایا ہوتا کہ پیر محمد نے عمامہ کو سنت نہیں مانا یعنی نہ موکدہ نہ غیر موکدہ تب تو جھوٹ ہوتا مگر آپ نے تو صرف یہ فرمایا کہ پیر محمد نے عمامہ کو غیر مسنون جانا یعنی غیر موکدہ سنت جانا اور یہ حقیقت ہے آپ سنت غیر موکدہ ہونے کا اقرار اپنی کتاب میں اسی صفحہ ۱۱۵ میں کر رہے ہیں آپ کی عبارت یہ ہے کہ میری طرف سے بار بار عمامہ کے سنت ہونے کا اقرار لکھا ہوا موجود ہے ثابت ہوا کہ یہ بھی جھوٹ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

جھوٹ نمبر۶ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ مذکورہ صفحہ میں لکھا ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو

سنت جاننے کو نبی علیہ اسلام پر بہتان و کذب گروانا ہے. جھوٹ نمبر ۷ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو سنت جاننا اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنا سمجھا ہے۔ جھوٹ صفحہ ۸ کے عنوان میں صفحہ ۱۱۵ میں لکھتا ہے کہ پیر محمد نے عمامہ سنت جاننے کو اہل سنت کے خلاف گروانا ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ یہ سب جھوٹ ہیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب

قارئین کرام حضرت قیوم زماں نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ پیر محمد نے عمامہ کے سنت زائدہ ہونے کا انکار کیا ہے بلکہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ پیر محمد عمامہ کے سنت موکدہ ہونے کو خلاف اہلسنّت کہتا ہے اور اس کو موکدہ کہنے اور سمجھنے کو شریعت پر بہتان اور خلاف اہلسنّت سمجھتا ہے اگر یہ حضرت کے جھوٹ ہیں تو پھر سچ کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ پیر محمد عمامہ کو سنت موکدہ سمجھتا ہے ہرگز نہیں تم نے عمامہ کے سنت موکدہ ہونے کا انکار بھی کیا ہے اور اس کو اہلسنّت کے نظریہ کے خلاف بھی قرار دیا ہے اور یہ سچ ہے جھوٹ تو تم بول رہے ہو کہ تم رئیس الکاذبین ہو۔

اس کے بعد صفحہ ۱۱۵ سے صفحہ ۱۲۰ تک جو باعث آگاہی پانچ عدد واقعات لکھتا ہے اور اپنے منہ سے میاں مٹھو بولتا ہے ایسے جھوٹے اور دجال و کذاب کے بیان کردہ واقعات کی جب تک تصدیق نہ ہوجائے محض اس کی زبان یا حکم پر اعتبار کرنا بھی جہالت ہے اور ہم اس جہالت کا شکار کیوں بنیں۔ خصوصاً حضرت قیوم زماں کی شخصیت کے مقابلہ میں اس کی خرافات کو معتبر ماننا تو اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔

جھوٹ نمبر ۹ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ میں نے کبھی بھی اس کو ولی یا محقق عالم نہیں مانا۔

الجواب

یہ تیری سیاہ بختی ہے کہ تو نے ایک ولی کامل کی ولایت کا انکار کیا اور یہ بھی تیری بد بختی ہے کہ تو ان کو محقق عالم نہیں مانتا اور اپنے اس انکار پر اتراتا ہے اور فخر کرتا ہے کیا پدی اور کیا

پدی کا شور با تیری حقیقت ہی کیا ہے تو ابلیس کی طرح ایک مغرور اور متکبر شخص ہے تیرے نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے ہزاروں نہیں لاکھوں انسان جن میں اولیاء اور علماء شامل ہیں وہ ان کو ولی ہی نہیں قیوم زماں اور قطب الارشاد بھی مانتے ہیں تم دل کے اندھے نہ مانو گے تو کون سا پہاڑ یا آسمان گر پڑے گا تم ولی سے حسد کر کے "من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب" کے مصداق بن گئے ہو۔

پیر محمد کی مکاری

یہ دجل و فریب کا مجسمہ صفحہ ۱۳۰ پر ہر مسلمان کو دعوت انصاف دی جاتی ہے کے عنوان میں جھوٹ نمبر ۱۰ کی سرخی میں لکھتا ہے کہ صفحہ ۳۳ تا ۳۸ تک انسان کے افعال اختیاریہ سے اور کسب سے اور اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے منکر ہونے کا الزام لگاتا ہے حالانکہ میں نے کہیں بھی اس کا انکار نہیں کیا (ملخصا)

الجواب

جب تم نے کلمہ کے حوالہ سے رائے ونڈیوں کے امیروں کے مقصد کے بیان پر مشتمل دو جملوں کو صریح ہونے کے باوجود قابل تاویل سمجھ کر تاویلات کی ہیں اور ان جملوں کو درست و صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تو پھر اس بات کی دلیل ہے کہ تم بندہ کے افعال اختیاریہ سے اور کسب کے منکر ہو تم نے پچاس سے زائد گواہوں کی موجودگی میں آیات کسب کا انکار کیا ہے اب تو کفر سے بچنے کے لئے جھوٹ بولتے ہو ایسے نہیں بچ سکو گے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱ میں پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے صفحہ ۱۲۲ پر سفید جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد نے بزرگان دین کی طرف کفر منسوب کیا... ہے الخ۔

الجواب

یہ بھی جھوٹ نہیں بلکہ حقیقت ہے جب تم یہ کہتے ہو کہ سب کچھ اللہ سے ہونے کا یقین اور بندہ سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے تمام اکابر اسلام کا عقیدہ ہے اور خود ہی ان جملوں کو غیر اسلامی بھی قرار دیتے ہو تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ تم بزرگان دین کی طرف کفر کو منسوب کر رہے ہو سچ کو جھوٹ قرار دینے سے سچ کی حقیقت نہیں بدل سکتی توبہ کر کے اپنا بچاؤ کرو ورنہ کفر کی زد میں تم بھی آچکے ہو۔

جھوٹ نمبر ۱۲ میں لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ پیر محمد نے رسول اللہ ﷺ کی تقلید کرنے کو بھی ناجائز کہا ہے۔

الجواب۔

حضرت صاحب نے یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ پیر محمد نے ایسا لکھا ہے تاکہ تحریر دکھائی جائے بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ پیر محمد ایک دن میرے پاس آیا محفل میں تو کہا کہ میں فروع میں تقلید کرتا ہوں اصول میں نہیں کیونکہ اصول میں ماسوائے اللہ کی تقلید بالکل حرام ہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی تقلید بھی اصول میں ناجائز ہے تو اس عبارت میں لفظ ماسوائے اللہ موجود ہے اگر تم نے صراحتا رسول کریم ﷺ کی تقلید کو ناجائز نہیں کہا تو پھر بھی ماسوائے اللہ میں حضور ﷺ بھی شامل ہیں کیونکہ وہ ماسوائے اللہ ہیں اللہ نہیں ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ بات محفل میں تم نے کہی ہے اور محفل کے شرکاء یقیناً اس کے گواہ ہیں محض انکار کافی نہیں توبہ کرنا لازمی ہے جب تک آپ اعلانیہ توبہ نہیں کریں بچ نہیں سکتے حضرت نے محفل کا ذکر فرمایا ہے کسی تحریر کا نہیں اس لئے یہ کہنا کہ میری کسی تحریر سے ثابت کریں یہ مطالبہ جاہلانہ ہے اگر بھری محفل میں کہی ہوئی بات کا انکار کرنا کسی سچے انسان کا کام ہو سکتا ہے تو پھر پیر محمد بھی سچا انسان ہو گا مگر حقیقت اس کے برعکس ہے جھوٹ نمبر ۱۳ کا خلاصہ بھی یہی ہے اس لئے اس کا جواب بھی یہی ہے کہ تحریر کا مطالبہ کرنا جہالت ہے جیسا کہ گذر چکا ہے جب تحریر کا دعوی نہیں تو تحریر کا مطالبہ کیسا دعوی تو محفل میں ایسا کہنے کا ہے اور محفل کے

شرکاء کو بطور گواہ پیش کیا جاسکتا ہے تم یہ چیلنج کرو کہ گواہ لاؤ پھر دیکھو گواہ پیش ہوتے ہیں یا نہیں۔ یہ عیاری و مکاری کرتے ہو کہ چیلنج تحریر کا کرتے ہو گواہوں کا نہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۴ کے عنوان میں صفحہ ۱۲۱ میں لکھتا ہے کہ صفحہ ۱۳۲ من گھڑت قصہ بیان کرکے جھوٹ لکھ دیا ہے کہ پیر محمد نے شریعت محمدی میں عمامہ ہونے سے مطلق انکار کیا ہے یہ بہتان ہے اور جھوٹ نمبر ۱۵ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے یہ جھوٹ لکھا ہے کہ پیر محمد نے کہا ہے کہ عمامہ میں زینت نہیں ہے علی حذا القیاس ایسے ہی چند اور جھوٹوں کا عنوان قائم کرکے یہ الزام لگاتا ہے کہ پیر صاحب نے متعدد جھوٹ بولے ہیں اور حوالاجات بھی جھوٹے دیئے ہیں۔

الجواب

قارئین کرام یہ کذاب اور دجال کیسے بنتا اگر حضرت صاحب کو بزعم خویش جھوٹا نہ سمجھتا اور آپ کے فرمودات کو جھوٹ شمار نہ کرتا تو اس دجل و تکذیب کے میدان میں اس کے نمبر کیونکر بنتے۔ ان واقعات کے بھی گواہ موجود ہیں جن میں اس کے تلامذہ بھی ہیں۔

صفحہ ۱۲۴ میں بہتانات کی بھرمار کرتے ہوئے پیر محمد لکھتا ہے کہ سیف الرحمان کے عقیدہ و کردار کے مطابق جو اس کا مرید نہیں ہے کافر ہے۔ اور اندرون نماز رفع سبابہ کرنے والے عمامہ استعمال نہ کرنے والے ' سینہ نہ ہلانے والے ' پیران پیر سے اس کو افضل اور چھ درجہ فوق نہ ماننے والے وغیرہ وغیرہ اس کی خود نوشتہ دستاویزات کے مطابق ابدی کافر اجماعی کافر پانے کے ساتھ ساتھ تمام قادری چشتی سہروردی اور نقشبندی مجددی باکمال ناقص اور لصوص دین و چور ہیں الخ۔

الجواب۔

یہ شخص دجل و فریب میں اپنی مثال آپ ہے ہم چیلنج کرتے ہیں کہ۔ پیر محمد مذکورہ بالا دعاوی میں سے صرف ایک دعوی کہ (جو اس کا مرید نہیں وہ کافر ہے) حضرت صاحب کی کتاب

حدایۃ السالکین یا کسی اور تحریر سے ثابت کردے تو پچاس ہزار روپے انعام لے سکتا ہے۔

چیلنج نمبر۲

اگر پیر محمد حضرت صاحب کی حدایۃ السالکین سے یہ ثابت کردے کہ وہ موجودہ دور کے تمام قادریوں ' چشتیوں ' سہروردیوں اور نقشبندیوں مجددیوں اور دعوت اسلامی اور جماعۃ اہلسنت والوں کو کافر قرار دیتے ہیں تو پیر محمد پچاس ہزار روپے مزید انعام لے سکتا ہے۔

(چیلنج نمبر۳)

اگر پیر محمد حدایۃ السالکین سے حضرت صاحب کا قول بطور دعوی دکھائے کہ میں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہوں تو پھر بھی پچاس ہزار روپے انعام کا حق دار ہے۔

اگر ایسا نہ کرسکے تو ہماری دعوت یہ ہے اپنے کفریات سے توبہ کرکے مسلمان بن جائے اور حضرت کے غلاموں میں شامل ہوکر سعادت دارین حاصل کرلے ورنہ بصورت انکار اسفل السافلین میں تشریف فرما ہونے کے لئے تیار رہے۔

اعلیٰ حضرت کی عبارات پر بحث

صفحہ ۱۲۵ میں پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے اعلیٰ حضرت پر تہمت لگائی ہے کہ وہ فتاوی رضویہ میں عمامہ کو سنت موکدہ یا واجب لکھتے ہیں حالانکہ انہوں نے تو فتاوی رضویہ جلد سوئم صفحہ ۲۷۳ اور صفحہ ۴۵۱ میں واضح الفاظ میں عمامہ کو مستحب و بہتر و اولی سنت زوائد غیر موکدہ سنت غیر واجب ہونے کا فتوی دیا ہوا ہے الخ۔

الجواب

قارئین کرام۔ حضرت قیوم زماں نے فتاوی رضویہ ج ثالث صفحہ ۳ سے اعلیٰ حضرت کے

الفاظ و کلمات بعینہ نقل فرمائے ہیں کہ عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ اور متواترہ ہے اس عبارت میں دائمہ کے ساتھ لازمہ اور متواترہ کے الفاظ غیر مبہم اور بالکل واضح ہیں کیونکہ لازمہ کا معنی کسی بھی لغت میں مستحب یا سنت زائدہ نہیں آیا لازمہ کا معنی ضروری ہی ہو سکتا ہے اور آئندہ عبارات نقل کر کے ثابت کریں گے کہ عمامہ کو سنت موکدہ محفوظہ صرف حضرت قیوم زماں نے ہی نہیں لکھا بلکہ جلیل القدر علماء احناف نے بھی سنت موکدہ محفوظہ قرار دے کر صراحت فرمائی ہے۔

اور یہ علماء احناف بہر حال اعلیٰ حضرت سے مقدم ہیں ان کے اقوال کو ترجیح دینا ہی زیادہ مناسب ہے۔

حضرت مولانا احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی عبارات کی گتھی کو آپ خود سلجھائیں ہمیں ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک ان کا اپنا قول سنت دائمہ لازمہ والا راجح ہے اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ اکابر علماء اہلسنّت احناف نے بھی اپنی معتبر کتابوں میں عمامہ کو سنت موکدہ محفوظہ لکھا ہے اور صراحتہ لکھا ہے اصل عبارت آگے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ صفحہ ۱۲۵ پر جو جھوٹ حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتا ہے ان کے اصولی جوابات سابقہ صفحات میں گذر چکے ہیں صفحہ ۱۲۵ سے صفحہ ۱۴۳ تک جو کچھ لکھا ہے اس میں دیگر اکاذیب اور خرافات کے علاوہ مواھب الدنیہ کے حوالہ اور ابن عربی کے حوالہ کو خود ساختہ قرار دیتا ہے ان کے جوابات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) قارئین کرام پیر محمد صفحہ ۱۴۲ پر لکھتا ہے کہ (ا) گالی نامہ و کفر ساز کتاب کے صفحہ ۱۴۳ پر ایک عبارۃ میرے تجربہ کے مطابق اپنے پیٹ سے نکال کر ابراہیم بیجوری کی تصنیف مواھب الدنیہ کا جھوٹا حوالہ دیا ہے ورنہ ہم کو بتادیں کہ ابراہیم ہجوری کی تصنیف مواھب الدنیہ کی کس جگہ میں ہے کہیں بھی نہیں ہے محض جھوٹ اور کتاب البطن کی عبارت ہے اور وہ خود ساختہ مصنوعی عبارت یہ ہے کہ العمامته سنته موکده محفوظته لم یترکها الصلحاء۔

قارئین کرام پیر محمد اس عبارت کو خود ساختہ مصنوعی کتاب البطن کی عبارۃ قرار دیتا ہے مگر ہم اس اندھے کو یہ عبارۃ مواہب الدنیہ سے نقل کر کے دکھاتے ہیں وہ یہ ہے کہ۔

واشار بذالک الی انہ سنتہ موکدۃ محفوظتہ لم یترکھا الصلحاء۔

ملاحظہ ہو مواہب الدنیہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ (ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان)

اس سے پہلے صفحہ ۹۹ پر لکھتے ہی والعمامتہ سنتہ لاسیما للصلوۃ ویقصد التجمل لاخبار کثیرہ فیھا یعنی عمامہ سنت موکدہ محفوظہ ہے جس کو صلحاء نے ترک نہیں فرمایا اور یہ کہ عمامہ سنت ہے خصوصاً نماز کے لئے اور زینت و جمال کی نیت سے کیونکہ اس کے متعلق کثرۃ سے احادیث وارد ہیں بہر حال ان دونوں عبارتوں میں لفظ سنت بھی موجود ہے اور خصوصاً نماز کے لئے سنت ہونے کی صراحت بھی موجود ہے دوسری عبارۃ میں لفظ موکدہ اور محفوظہ بھی موجود ہے اب بتاؤ پیر محمد معلوم ہوتا ہے کہ دل ہی کے اندھے نہیں بلکہ ظاہری بینائی سے بھی محروم معلوم ہوتے ہو بتاؤ جھوٹ تم نے بولا ہے یا پیر صاحب نے اس حوالے سے ثابت ہوگیا ہے کہ تم ہی جھوٹے ہو۔ لو ایک اور صریح حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔ علامہ عبدالراؤف المناوی المعیری التوفی سنہ ۱۰۰۳ ہجری برھاش جمع الوسائل کی شرح الشمائل تالیف الشیخ العلاتہ علی بن سلطان محمد القاری المشہور بالملا علی القاری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ صفحہ ۲۰۶ میں لکھتے ہیں کہ یعنی انہ سنتہ موکدہ محفوظتہ بہ یرض العلماء لم یترکھا الخ۔ یعنی یہ عمامہ سنتہ موکدہ محفوظہ ہے جس کے چھوڑنے کو صلحاء امت نے پسند نہیں کیا۔

دیکھا آپ نے قارئین کرام کہ ان معتبر کتابوں میں حضرت شیخ ہجویری جو آج سے بہت پہلے گزرے ہیں اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بھی اپنی کتابوں میں ان کے حوالہ جات نقل فرماتے ہیں وہ عمامہ کو نماز کے لئے سنت فرماتے ہیں اور سنت بھی موکدہ محفوظہ فرماتے ہیں اور علامہ عبدالرؤف مناوی بھی سنت موکدہ محفوظہ فرماتے ہیں کہ اس سنت کو صلحاء امت نے ترک نہیں فرمایا بلکہ اس کو ہمیشہ اپنایا ہے اس سے پیر محمد کا جھوٹا ہونا بھی واضح ہوگیا اور

عینی وقلبی اندھا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

(۲) صفحہ ۱۴۳ پر ابن عربی کے حوالہ سے یہ عبارت لکھی ہے کہ العمامتہ سنتہ المسلمین یہ عبارت بھی خود ساختہ ہے کتاب البطن سے نکالی ہے اور (۳) ابن عربی کے حوالے سے یہ عبارۃ بھی لکھی ہے العمامتہ ستہ الاسلام اس جھوٹ کو بھی سچا ثابت کر کے دکھائیں

تو جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ابن عربی نام کی کتاب ہمیں میسر نہیں اس کی، مگر یہ عبارت بعینہ یا تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ معتبر کتب احناف میں موجود ہیں۔

حضرت امام بدر الدین عینی شارح بخاری عمدہ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۰۷ اور ۳۰۸ جز ۲۱، ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ جاء رجل الی ابن عمر فقال یا ابا عبدالرحمان العمامتہ سنتہ فقال نعم الخ۔ صفحہ ۳۰۸ جز ۲۱ میں ہے فان العمائم سیماء الاسلام وھی الحاجز بین المسلمین والمشرکین بعینہ یہی عبارت وروایات فتاوی رضویہ صفحہ ۹۸ ج سوئم میں اعلیٰ حضرت نے بھی نقل فرمائی ہیں مذکورہ صفحہ ملاحظہ کرلیں مقصد یہ ہے کہ اگر ابن عربی کا نسخہ نہیں ملا تو کیا ہوا، مسئلہ کا حل ابن عربی پر موقوف نہیں مگر ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ یہ عبارات ابن عربی میں نہ ہوں گی کیونکہ حضرت قطب الارشاد اور قیوم زمان کوئی حوالہ جھوٹا نہیں دیتے آج تک ان کا کوئی حوالہ غلط نہیں ہوا۔ یہ بھی اس کی اپنی تلبیس اور شیطنیت ہے ورنہ ہم نے کسی عام سی کتاب یا رسالہ کا حوالہ نہیں دیا ان معتبرات سے عبارت نقل کی ہیں جن کا انکار پیر محمد کے بس کی بات نہیں ہے۔ بعینہ ابن عربی کے حوالہ سے یہ عبارات علامہ شائستہ گل صاحب مردانوی نے اپنے رسالہ الحجتہ التامتہ الاثبات العمامتہ صفحہ 5 میں بحوالہ ابن عربی نقل کی ہیں اور علامہ شائستہ گل صاحب مرحوم پیر محمد کے دوست مولنا فضل سبحان مردانوی کے والد ماجد ہیں۔

صفحہ ۱۴۳ میں پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے یہ جھوٹ لکھا ہے کہ متکلمین اہلسنت

فرماتے ہیں کہ فعل، کون، صنع وغیرہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں تو خلق وایجاد کے معنی میں ہوتے ہیں یہ جھوٹ ہے

الجواب۔

اگر یہ جھوٹ ہے تو ہم پوچھتے ہیں پیر محمد سے کہ بتاؤ تمہارے نزدیک یہ فعل، کون، صنع وغیرہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں تو کس معنی میں ہوں گے خلق وایجاد کے معنی میں یا کسب کے معنی میں شق اولیٰ کی صورۃ میں تمہارا اعتراض خود تم پر وارد ہوگا اور شق ثانیہ کی صورۃ میں اللہ تعالیٰ کا کاسب ہونا لازم آئے گا جو تمہارے کفر کو بھی مستلزم ہوگا۔

فما هو جوابكم فهو جوابنا۔ لہذا وكان اللّٰه على كل شئى رقيبا ان اللّٰه على كل شئى شهيدا اور حدیث كان اللّٰه ولم يكن معه شئى جیسی النصوص میں جو تم کرو گے وہی ہم بھی کریں گے۔ تمہیں تو (کان) کی اقسام معلوم نہیں اس لئے اعتراض کرتے ہو ان آیات میں (کان) زائدہ لتاکیدیا ۔ بمعنی ثبت وغیرہ ہے اور ہماری بحث کان تاکید ۔ بمعنی ایجاد میں ہے

(۶) میں اعتراض کرتا ہے کہ ومن يبتغ غير الاسلام دينا کی آیت میں من الخاسرین کا معنی کافرین بتا کر مفسرین کا جھوٹا حوالہ دیا ہے۔

جواب

اس کے متعلق قبل ازیں ہم پانچ عدد تفاسیر جلالین، بیضاوی خازن درمنشور کی عبارت نقل کرکے جواب دے چکے ہیں وہیں دیکھ لیں۔

رہا یہ کہنا پیر محمد کا کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے ملکر قوی بن جاتا ہے تو یہ بھی کتاب البطن کا مسئلہ ہے

الجواب

کتب اصول حدیث میں اس کو رسی کی مثال دے کر بتایا گیا ہے کہ جس طرح ایک دھاگہ ضعیف و کمزور ہوتا ہے دوسرا دھاگہ اور تیسرا دھاگہ تاہم جب ملتے ہیں تو قوی ہو جاتے ہیں اسی طرح ایک ضعیف حدیث دوسری ضعیف حدیث سے مل کر قوی اور حسن لغیرہ بن جاتی ہے اور مفید احکام ہو جاتی ہے اور مفید احکام ہو جاتی ہے ملاحظہ کریں نخبۃ الفکر اور اس کی شرح

ص ۱۴۶ پر اعتراض کرتے ہوئے صفحہ ۱۳۵ پر اپنے پیٹ سے حدیث گھڑ کر ایک ظلم یہ کیا کہ امام مناوی کی شرح جامع صغیرہ کا جھوٹا حوالہ دیا اور اس حدیث کو حدیث نبوی بتا کر حضور پر جھوٹ بولا ہے کہ ان ان العمامته حاجزة بين الكفر والايمان فان العماعته سيما الاسلام وهي حاجزة بين المشركين والمسلين

الجواب یہ عبارات و روایات بعینہ عمدۃ القاری شرح صیح بخاری ص ۳۰۷ ج ۲۱ و ص ۳۰۸ ج ۲۱ میں موجود ہیں اور فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۹۸ میں بھی موجود ہیں ان کو جھوٹ قرار دینا بھی دینا بھی پیر محمد کی اپنی جہالت کی دلیل ہے کم از کم فتاوی رضویہ ہی کو دیکھ لیتا تو یہ ذلت و رسوائی تو نہ اٹھانا پڑتی اعلیٰ حضرت نے بھی فتاوی رضویہ میں امام مناوی کی التیسیر شرح جامع صغیر کے حوالے سے ان کو نقل فرمایا ہے لہٰذا اسے اعتراض بھی جہالت کی علامت ہے ص ۱۴۶ پر کنوز الحقائق کے حوالے سے پیش کی گئی روایت قال ﷺ العمائم سيما المسلمين اے فارق بين المسلمين والمشركين کو بھی جھوٹ قرار دیا ہے۔

الجواب

ایسی تمام عبارات فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۹۸ میں موجود ہیں اگر ہر ایک خود ساختہ اور جھوٹی ہوتیں تو اعلیٰ حضرت نقل نہ فرماتے آپ کا نقل کرنا ہی دلیل ہے اسکے صحیح ہونے کی پھر

ایسی عبارت یا روایت عمدہ القاری میں موجود ہے یہ جھوٹ نہیں ہے نہ خود ساختہ ہے پھر ص۱۳۶ پر ہی لکھتا ہے کہ کتاب البطن کی اس عبارت کو کہ (من اقشعر جلدہ من خشیتہ اللہ تحاطت عنہ الذنوب کما تحاطت و رقتہ الشجرہ الیابستہ) حضور ﷺ کی حدیث قراردی ہے جو محض جھوٹ وافتراء ہے

الجواب یہ بھی جھوٹ اور افتراء نہیں بلکہ حقیقت صاوقہ ہے تقشعر جلودھم کے تحت خازن اور در منشور اور مظہری وغیرہ تفاسیر میں اسکو نقل فرماکر بعض میں حدیث مرفوع اور بعض میں حدیث موقوف کے طور پر روایت کیا ہے شک ہو تو یہ مقام نکال کر دیکھ لو اگر ہماری بات جھوٹ ہو تو ہم گردن کٹوادیں گے اس سے تمہاری جہالت آفتاب نیم روز کی طرح چمک اٹھی ہے اور پتا چل گیا ہے کہ تم کو تفاسیر سے کتنا شغف ہے مزید لکھتا ہے کہ کتاب البطن کی اس عبارت کو (من فسر القر آن برائیہ فقد بوائہ مقعدہ من النار) رسول اللہ کی حدیث قرار دیکر بانی اسلام پر جھوٹ باندھا ہے

الجواب کاتب کی غلطی ہے فلیتبواء لکھا گیا ہے اور اس جاہل نے بھی بعینہ اس غلط عبارت کو اعترض بنادیا ہے اصل کلمہ فقد بوامقصدہ من الناس ہے یہ بھی پیر محمد کی جہالت کا شاہکار ہے ص۱۳۶ پر ہی اعتراض کرتا ہے کہ من فسر القر آن برائیہ فاخطا فقد کفر بانی اسلام کی حدیث بتاکر افتراء علی الرسول کیا ہے۔

الجواب یہ عبارت بھی غلط لکھی گئی ہے صحیح عبارت یہ ہے کہ من فسر القر آن برائیہ فقد تبواء مقعدہ من النار وفی روایتہ فاصاب فقد اخطاء وفی روایتہ فاحطاء فقد کفر او کما قال ﷺ ص۱۴۷ پر لکھتا ہے کہ تم نے (خذوا زینتکم عند کل مسجد) کا جو بھی مفہوم بیان کیا ہے یعنی وجوب عمامہ پر استدلال وہ تفسیر بالرائے اور کتاب البطن کی ایجاد ہے۔

الجواب یہ تفسیر نہیں بلکہ تاویل ہے اور تاویل قواعد کی روشنی میں ہوتی ہے خذوا امر کا صیغہ

ہے جو حقیقت میں وجوب کے لئے ہوتا ہے جب یہ مجرد ہو قرائن سے اور یہ استدلال بھی تمہارے مقابلے میں تھا تم نے کہا تھا کہ عمامہ باندھنے میں زینت نہیں تو حضرت صاحب نے یہ استدلال کیا اور اس پر فیض الباری شرح صحیح بخاری سے انور شاہ صاحب کشمیری کا قول پیش کیا کہ وہ عمامہ کو باعث زینت قرار دیتے ہیں ورنہ اصل موقف حضرت صاحب کا وجوب نہیں بلکہ سنت موکدہ ہونا ہے ص ۱۴۷ پر لکھتا ہے کہ تم نے ص ۱۴۵ تا ص ۱۵۰ میں عمامہ باندھنے کو واجب قرار دیا جس کے نتیجہ میں عمامہ نہ باندھنے والے تمام مسلمان مرتکب حرام تارک واجب مردود الشہادۃ فاسق گناہ کبیرہ کے مرتکب اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے والوں کی نمازیں مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہونگی

الجواب: یہ اعتراض بھی پیر محمد کی جہالت کو چار چاند لگا رہا ہے کیونکہ ائمہ دین فقہاء اکرام کے درمیان وجوب اور حرمتہ میں بھی اختلاف ہوتا رہا ہے کہ ایک امر کو بعض واجب قرار دیتے ہیں تو دوسرے سنت فرماتے ہیں اسی طرح بعض ایک امر کو حرام قرار دیتے ہیں تو دوسرے اسی کو حلال فرماتے ہیں مثلاً نماز وتر میں اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور صاحبین کے درمیان امام صاحب کے نزدیک وتروں کی نماز واجب ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک وتروں کی نماز صرف سنت ہے واجب نہیں ہے ملاحظہ ہو ھدایہ جلد اول ص ۱۴۴ باب صلاۃ الوتر۔ الوتر واجب عند ابی حنیفہ و قالا سنتہ کیا یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صاحبین تارک واجب ہو کر فاسق مردوۃ الشہادت اور مرتکب حرام اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں صاحبین کے پڑھے ہوئے وتر واجب الاعادہ ہیں ہر گز ایسا نہیں کہہ سکتے کیونکہ فروعی و اجتہادی مسائل میں اختلاف ئمہ اکرام باعث رحمت ہے نہ کہ باعث زحمت ارشاد رسول ﷺ ہے اختلاف امتی رحمتہ (بہیقی شریف) (۲)

دوسری مثال یہ ہے کہ نماز عید کے متعلق امام ابو حنیفہ اور امام شافعی و امام مالک کے درمیان اختلاف ہے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کے نزدیک نماز عید واجب ہے جبکہ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک سنت ہے واجب نہیں ملاحظہ ہو ھدایہ شریف جلد اول ص ۱۷۲ قال و ھذا

التنصص علی السنیته و الاول علی الوجوب وھو روایته عن ابی حنفیه عبارت کا مطلب واضح ہے تیسری مثال یہ ہے کہ امام ابو حنفیہ اور امام ابو یوسف" کے نزدیک منی میں جمعہ کی نماز جائز ہے بشرطیکہ امیر امیر حجاز ہو یا خلیفہ مسافر ہو اور امام محمد کے نزدیک منی میں جمعہ جائز نہیں ہے ہدایہ ص ۱۴۸ ج ۱ میں ہے کہ فیجوز بمنی ان کان الامیر امیر الحجاز و کان الخلیفه مسافرا عندابی حنفیه و ابی یوسف و قال محمد لا جمعه بمنی الخ ان مثالوں سے واضح ہے کہ فقہا کرام و ئمہ مجتہدین کے درمیان باھم فروعی مسائل میں اختلاف ہوتا رہا ہے مگر کوئی کسی پر مشددانہ فتوی عائد نہ کرتا تھا نماز وتر کو واجب نہ مانے والوں پر عید کی نماز کو واجب نہ ماننے والوں پر اور منی میں جمعہ کے جواز کے منکرین پر نہ ترک وجوب کی وجہ سے اسی طرح ترک وجوب عید کی وجہ سے اس طرح منی میں نماز جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ سے قائلین وجوب و جواز نے فاسق ہونے مردود الشہادہ ہونے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونے کا فتوی نہیں لگایا عدم وجوب کے قائلین پر یا عدم جواز کے قائلین پر اسی طرح عمامہ کے وجوب کے وجہ سے قائلین وجوب (اگر کوئی ہو) کے نزدیک اس کے ترک کی وجہ سے نہ تو عدم وجوب کے قائلین پر فسق لازم آتا ہے نہ انکا مرتکب حرام ہونا لازم آتا ہے نہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب لازم آتا ہے اور نہ بغیر عمامہ کے نماز پڑھی ہوئی کا اعادہ لازم آتا ہے کیونکہ یہ وجوب منصوص نہیں بلکہ اجتہادی ہے اور فروعی مسائل میں وجوب و حرمتہ میں اکابر فقہا اسلام کے نزدیک اختلاف رہا ہے اور کسی نے بھی فریق مخالف کی نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں لگایا اور نہ فاسق قرار دیا کتب فقہ حنفی وغیرہ میں حرمت و حلت وجوب عدم وجوب بلکہ فرضیت وعدم فرضیت کراہت وعدم کراہت طہارت و نجاست میں اختلاف کی متعدد مثالیں موجود ہیں ایک امام فرض کہتا ہے تو دوسرا غیر فرض کہہ رہا ہے ایک امام واجب کہتا ہے تو دوسرا غیر واجب کہتا ہے ایک امام مکروہ کہتا ہے تو دوسرا غیر مکروہ کہتا ہے ایک امام ایک چیز کو حرام کہتا ہے یا نجس کہتا ہے مگر دوسرا اسی کو حلال و طاہر قرار دیتا ہے ما کول اللحم ہو ان کے پیشاب کے متعلق ائمہ احناف کے درمیان اختلاف موجود ہے کوئی

حلال کہتا ہے تو کوئی حرام نور الانوار ص ۶۸ ملاحظہ کرلیں ھدایہ میں ہے واصلہ ان بول مایؤکل لحمہ طاہر عندہ نجس عندھما (الی ان قال) ثم عند ابی حنفیہ لایحل شربہ للتداوی لانہ لایتقین فیہ بالشفاء فلا یعرش عن الحرمتہ وعندابی یوسف یحل للتداوی للقصتہ وعند محمد یحل للتدوی وغیرہ اطہارنیہ عندہ ھدایہ ص ۴۲ ج ا یہ عبارت واضح کرتی ہے کہ حرام اور حلال ہونے میں اور پاک وپلید ہونے میں بھی فقہاء کرام کے مابین اختلاف رہا ہے مگر انہوں نے بھی ایک دوسرے کو نہ فاسق فرمایا نہ مردود الشہادت فرمایا نہ حرام کا مرتکب قرار دیا نہ کبیرہ کا مرتکب ٹھہرایا اسی طرح اگر آج بھی علماء کے درمیان کسی فروعی اور ظنی اجتہادی مسلئہ میں اختلاف ہو جائے تو وسعت قلبی سے کام لیا جائے نہ ایک دوسرے کو فاسق قرار دیں نہ گناہ کبیرہ کے مرتکب نہ حرام کے مرتکب کیونکہ حرمتہ قطعی کے علاوہ حرمتہ ظنی و اجتہادی بھی ہوتی ہے اسی طرح حلت قطعی بھی ہوتی ہے اور ظنی و اجتہادی بھی ہوتی ہے یوں ہی فرضیت و وجوب قطعی بھی ہے اور ظنی و اجتہادی بھی لہٰذا پیر محمد چونکہ ان حقائق سے بے خبر ہے اس لئے یہ اعتراض کیا ہے مگر الحمد للہ تعالیٰ ہماری اس تقریر کو پڑھنے کے بعد ایسا اعتراض کرنے کی جسارت اور ہمت نہ کرے گا بلکہ ایسے اعتراضات اور اپنے سابقہ نظریات سے توبہ کرلے گا الحمد للہ تعالیٰ ہم نے پیر محمد کے تقریبا ہر سوال کا جواب دیکر اس کی جہالت کو آشکارہ کردیا ہے پڑھیئے انشاء اللہ داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے ص ۱۴۷ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ من رائی منکم منکراً الحدیث کے مطابق ان منکرات و غیر شرعی حرکات سے آپکو نہی عن المنکر کرنے کا شرعی فریضہ ادا کیا ہے

الجواب بعون الملک الوھاب

قارائین کرام پیر محمد اس قدر شریعت مقدسہ کے اصولوں سے بے خبر اور جاھل ہے کہ اسکو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سے منکرات شرعیہ سے روکنا اور منع کرنا ضروری ہے اور

کونسے منکرات سے منع کرنا ضروری نہیں ہے ہم اسکی وضاحت کئے دیتے ہیں یاد رکھئے کہ ان منکرات شرعیہ سے روکنا اور منع کرنا ضروری ہے جنکی حرمتہ قطعی اور متفق علیہا ھو عندالائمہ اور جن امور و اشیاء و افعال و اعمال کی حرمتہ قطعی نہیں ظنی ہے اور اجتہادی ہے فرعی ہے اختلافی عندالائمۃ تو ایسی اشیاء اور ایسے امور اور ایسے افعال و اعمال سے منع کرنا' روکنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ ضروری ملاحظہ ہو الحدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ الحمدیہ سے صفحہ ۶۳۶ ج اول اور صحفہ ۶۶۰ ج اول عبارۃ یہ ہے والسکوت عند مشابدۃ معاینه وتحق المنكرات اے الاشياء المحرمته شرعًا الصادرة من المكلفين باخيار هم من غير احتمال عدمها عندرائى المشاهد لذالك اذا كان حاكما مامورًا برعايته احوال الناس العامته او غيره ممن يقدر على ذالك بلا لحوق ضرر عليه فى منكر مجمع عليه لا حتمال تقليد الفاعل لمن يقول بالجواز ولو من غير الا عزئمته الاربعته فان عمل الانسان لنفسه بقول محمد غير الاربعه جائز دون الفتوى به للغير كما قال المناوى فى شرح الجامع الصغير نعم يجوز لغير العامى من الفقهاء تقليد غير الائمته الاربعه فى العمل لنفسه ان علم لنسبته لمن يجوز تقليده و جمع شروطه عنده وذكر قبل ذالك انه يمتنع تقليد غير الاربعه فى القضاء والافتاء (انتهى) فمن ينكر على غيره يشرط فيه ان يكون عالمًا بالمذاهب الاربعه وغيرها ايضًا حتى يعلم الخلاف بين المجتهدين المتقدمين فى المناكر الفعل الذى يراه ذالك المشاهد له منكرًا على مقتضى مذهبه فلا فاعله مذهبًا غير مذهب الرائى المشاهد وهو لا يعلم ولا يلزم الاخبار من الفاعل ايضًا وربما يكون الفاعل مجتهدًا ولا علم للمنكر به كانه ليس من

شرط الاجتہاد ان یکون معلومًا للغیر فیکون المنکر لم یصادف بانکارہ الحق فیاثم بانکار الحق وھولا یشعر ولا یلزم الفاعل تعریفہ بحالہ بل اللازم علی کل انسان تحسین الظن باخیہ المسلم امکن و تاویل جمیع احوالہ و یجب علیہ ستر عوراتہ و عدم فرضیت ولو عند نفسہ فلا یترک نفسہ بتحقق لمعصیتہ غیرہ حتی لا یکون مقرا الغیرہ علی المعصیتہ ولا فاضحالہ الخ اور صفحہ ٦٦٠ ج۔ امیں فرماتے ہیں کہ واما الغضب من العبد المومن عندر ویتہ المعاصی صرر ویتہ المنکرات المجمع علیہ علی حرمتھا الظاہرۃ التی لا محتمل التاویلات فحمود فی الشرع۔ لانہ غضب فی اللّٰہ تعالٰی و حمیتہ اے نصرۃ للدین (الی ان قال) بل یکتفی فی الغضب بنحو قولہ یا فاسق الذی راہ علی المصیصتہ المجمع علی حرمتھا ولم یمکنہ تاویل ذالک لانکشافہ لہ۔ الخ

اس عبارۃ کا ترجمہ اور خلاصہ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں اور علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمتہ کی اس واضح عبارۃ کے نتائج بھی اگلے صفحات میں ملاحظہ کرلیں۔

(خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے)

کہ ایسی منکرات جو شرعاً حرام ہیں اور مکلفین سے سرزد ہوئی ہیں یعنی بلااختیار۔ عدم اختیار کا احتمال نہ ہوتے ہوئے ایسے دیکھنے والے کے نزدیک جس نے اس کا مشاہدہ کیا جب وہ دیکھنے والا حاکم ہو اور اس کو مامور کیا گیا ہو عوام الناس کے حالات کی رعایت پر یا غیر حاکم ہو لیکن قدرت رکھتا ہو اس کو روکنے پر بغیر اس کے کہ اس کو کوئی اس وجہ سے ضرر پہنچے کسی ایسی برائی میں جس کا برا ہونا اجماعی اور سب کا اتفاقی ہو اس کے منکرات میں سے ہونے میں کسی امام کا اختلاف نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس فعل کے کرنے والا کسی جائز کہنے والے امام یا عالم کا مقلد ہو کیونکہ انسان کو خود کسی بھی امام یا عالم جو ائمہ اربعہ میں نہیں اس کے قول پر عمل جائز ہے اور غیر کے لئے اس پر فتوی جائز نہیں ہے جیسے امام مناوی نے شرح جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ غیر عامی فقیہ کے لئے اپنی ذات کے لئے عمل کرنے کے لئے غیر اربعہ کی تقلید بھی جائز ہے بشرطیکہ جس کی تقلید کو جائز کہتا ہے اس کی نسبت کو جانتا ہو اور مشروط تقلید کا جامع بھی ہو اور قبل ازیں یہ ذکر کردیا گیا ہے کہ قضاء اور افتاء میں غیر اربعہ کی تقلید منع و ناجائز ہے۔ انتہی

اور صفحہ ٦٦٠ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے غیر کو برائی سے منع کرتا ہے تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مذاہب اربعہ کا عالم ہو بلکہ مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر مذاہب کو بھی جانتا ہو تاکہ ائمہ متقدمین و متاخرین کے مابین منکرات شرعیہ کے متعلق اختلاف کو جانتا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو یہ منکرات و ممنوعات شرعیہ میں سے سمجھتا ہے اپنے مذہب کے مطابق اس فعل یا عمل کے کرنے والے نے تقلید و اتباع کی ہو کسی اور مذہب کی اور یہ اس کو نہ جانتا ہو اور مزید فرماتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں برائی کے مرتکب کو حد سے زیادہ شدید سزا نہ دے بلکہ یا کافر یا منافق وغیرہ نہ کہے بلکہ جس فاسق کو ایسی معصیت میں مبتلا دیکھے جس کا فسق اجماعی اور اتفاقی ہے اس کی تاویل بھی ممکن نہیں کیونکہ وہ اس پر پوری طرح ظاہر منکشف ہے اگر ضروری ہو تو زیادہ سے زیادہ جاہل یا احمق کہہ سکتا ہے بلکہ اس کو صرف ہاتھ سے کھینچنے پر اکتفاء کر رہا ہے اور مجرم کو ایسی مصیبت و گناہ جس کی حرمت اجتماعی اور اتفاقی ہے اور اس کی

تاویل بھی نہیں ہوسکتی کے درمیان تفریق کرے ہاں اگر مارنے کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر بقدر ضرورت مارلے بقدر ضرورت مارنا یہی ہے کہ معصیت اور عاصی کے درمیان جدائی ہوجائے اور یہ بھی یعنی اس طرح مارنا بھی حکام اور حکام کے نائبوں کے لئے جائز ہے یا پھر اس شخص کے لئے جس نے اس فاسق کو ایسے منکر کے عین ارتکاب کے وقت دیکھا جس منکر کی حرمت ایسی اجماعی اور اتفاقی ہے کہ تاویل کا احتمال بھی نہیں رکھتی۔

الغرض۔ ان عبارات کے نقل کرنے سے مقصد اور غرض یہ ہے کہ منکرات شرعیہ کی دو اقسام ہیں کچھ منکرات وہ ہیں جن کی حرمت تمام مذاہب اربعہ کے ائمہ کے نزدیک اجماعی و اتفاقی ہے اور کچھ منکرات وہ ہیں جن کی حرمت ان سب ائمہ کرام کے نزدیک اجتماعی اتفاقی نہیں ہے پہلی قسم کے منکرات شرعیہ سے روکنا اور منع کرنا ضروری ہے اور یہ بھی حکام و نوائب کے لئے اور احتساب کرنے والوں کے لئے ہے مگر منکرات قسم ثانی میں کسی سے روکنا نہ حکام و نائبین کے لئے ضروری ہے اور نہ کسی عالم کے لئے ضروری ہے کیونکہ ان کی حرمت اجتہادی و ظنی ہے ہوسکتا ہے کہ منع کرنے والا جس فعل و عمل سے منع کرتا ہے وہی فعل و عمل کرنے والے کے امام یا عالم یا مفتی کے نزدیک جائز ہو اور اس نے جائز کہنے والے سے فتویٰ لیا ہو یا دریافت کرکے جواز پر عمل کیا ہو جب حقیقت حال یہ ہے تو پھر اسکا منع کرنا درست نہیں ہوگا مثلاً موجودہ دور میں گھڑی کے چین کا استعمال۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال وغیرہ امور ایسے ہیں جو علماء کرام کے درمیان متنازعہ ہیں ان کی ممنوعیتہ اور ان کا منکر شرعی ہونا اختلافی ہے اجماعی و اتفاقی نہیں ہے تو ان سے منع کرنا بھی درست نہیں ہے ازروئے شرع شریف۔ اسی طرح ریڈیو۔ ٹی وی کے ذریعے رویت ہلال رمضان المبارک یا ہلال شوال و عید کے اعلان پر روزہ رکھنا اور عید کرنا یہ بھی علماء کے مابین اختلافی ہیں۔ یعنی بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض عدم جواز کے قائل ہیں تو گویا کہ اس کی حرمت بھی اجماعی و اتفاقی ہونا تو درکنار عدم جواز اور کراہت تحریمی بھی اجماعی و اتفاقی نہیں ہے بنابریں مجوزین روزہ و عید پر سخت قسم کے الفاظ میں اعتراض کرنا اور اکثر و بیشتر اوقات میں ان مسائل کو چھیڑنے اور

الجھائے رکھنا ہرگز مناسب نہیں الغرض عبارہ مذکورہ و منقولہ بالا میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس امر فعل و عمل کی حرمت تو ثابت ہو مگر وہ اجماعی و اتفاقی بین الائمہ نہیں اور علماء کے ہاں بھی اجماعی و اتفاقی نہیں تو ایسے امر فعل عمل سے روکنا منع کرنا ضروری نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ حضرت قیوم زمان قطب الارشاد مجدد العصر کی ذات میں ایسی کونسی قباحت اور شناعت پائی جاتی ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) جو اجماعی و اتفاقی طور پر حرام ہے یا کم از کم مکروہ تحریمی ہے الحمدللہ تعالیٰ آپ تو مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ تک سے اجتناب و احتراز فرماتے ہیں اور کوئی بھی عمل خلاف شرع نہ خود کرتے ہیں نہ کسی مرید کو کرنے دیتے ہیں بندہ ناچیز کے آپ کے سلسلہ عالیہ سیفیہ میں شامل ہونے کی اصل وجہ ہی یہی ہے کہ آپ اور آپ کے خلفاء کرام بلکہ مریدین حضرات میں شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر لمحہ اور ہر وقت پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اس کی پابندی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے حتی کہ بیت الخلاء میں ننگے سر داخل ہونے کو بھی معیوب سمجھا جاتا ہے جب حقیقت حال یہ ہے تو پھر پیر محمد جیسے معاندین و حاسدین کا انکو تبلیغ کرنا و نصیحت کرنا اور دعوت توبہ دینا تو خود را فسیحت و دیگراں نصیحت اور "لما تقولون مالا تفعلون" اور "کبر مقتا عنداللہ ان تقولو مالا تفعلون" کا مصداق بننے کے مترادف ہے

(پیر محمد سے چند سوالات)

1۔ رائے ونڈیوں کے امیروں کے کلمہ کے مقصد کے حوالہ سے کہی ہوئی عبارتوں و جملوں کو بظاہر غیر اسلامی توہین شان الوہیت و تنقیص شان الوہیت کو مستلزم اور اکابرین اسلام کی تشریح کے خلاف اور ذات باری تعالیٰ کی اوصاف سلبیہ کے انکار اور ذات باری کے افعال کا انکار کہہ کر پھر بھی تم نے ان کو تاویلات و احتمالات کا محل ٹھہرایا ہے کیا یہ عبارت تمہاری کتاب مجموعہ خرافات کے صفحہ ۳۶ پر موجود نہیں؟ یقیناً ہے پھر جب ظاہر کے لحاظ سے یہ جملے ایسے ہیں تو پھر یہ کنایہ کیسے ہیں صریح کیوں نہیں ہیں اگر کنایہ ہیں صریح نہیں تو پھر تم نے بظاہر کیوں لکھا

ہے کیا بے معنی اور بے مقصد یہ لفظ ظاہر لکھا ہے کیا ایسا لکھنا اہل علم کی شان ہے؟

2۔ حضرت قبلہ پیر صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی تائید میں کم از کم دو عدد حوالے معتبر کتابوں مواہب الدنیہ صفحہ ۱۰۰ اور شرح شمائل للمناوی علی ہامش شرح شمائل لملا علی قاری صفحہ 206 ج۔ایں موجود ہیں جو اپنے مفہوم میں صریح بھی ہیں مواہب الدنیہ کی عبارت یہ ہے کہ "فاشار بذالک الی انه سنته موکده محفوظه لم یتراکها الصلحاء" اور شرح شمائل للمناوی کی عبارت یہ ہے یعنی "انه سنته موکدة محفوظته لم یرض الصلحاء ترکها" دونوں عبارتوں میں لفظ موکدہ صراحتا موجود ہے۔ کیا آپ بھی کسی ایسی معتبر کتاب سے ایسی صریح عبارت پیش کر سکتے ہیں۔ کہ جس میں یوں ہو کہ "العمامته لیست بسنته موکدة محفوظته" یا یہ کہ "انها لیست سنته موکدة محفوظته" دنیا کی کسی کتاب سے جو عند العلماء معتبر بھی ہو دکھادیں محض مجمل غیر مفصل عبارات سے مفصل اور صریح عبارات کے مقابلہ میں استدلال کیوں کر قابل قبول ہو سکتا ہے نیز یہ حوالہ بھی دکھادیں کہ اگر کوئی عمامہ کو سنت مؤکدہ ٹھہرائے تو وہ مبتدع ضال مضل مفتری علی الرسول ﷺ وعلی شریعتہ اور غیر مسلم ہے۔

3۔ نور الانوار وغیرہ کتابوں کی عبارات میں جہاں لفظ سیر یا لفظ لباس وارد ہے اور ان کو سنت زوائد قرار دیا گیا ہے ان الفاظ کے عموم سے اور مواہب الدنیہ اور شرح شمائل کی منقولہ عبارات صریحہ سے عمامہ کی تخصیص کر کے عمامہ کو سنت ھدی و موکدہ میں داخل ماننا اور سنت مؤکدہ قرار دینا کیوں درست نہیں اس تخصیص سے آخر کیا مانع شرعی موجود ہے وہ مانع شرعی بتائیے یا پھر اپنے موقف سے رجوع کر کے اہل حق کا ساتھ دیجیے۔

4۔ حرمتہ کی دو اقسام قطعی اور ظنی ہیں یا نہیں۔ شق ثانی باطل ہے اور شق اولی کی صورت میں ان میں سے کوئی اختلافی و اجتہادی ہے یا نہیں اگر ہے تو کونسی؟ قطعی یا ظنی؟ اول کا اختلاف ہونا ظاہر البطلان ہے۔ اور ثانی یہاں متعین ہے اس ظنی و اجتہادی حرمت میں

اختلاف بین الفقہاء والائمہ رہا ہے یا نہیں؟ شق ثانی باطل ہے تو شق اولی متعین ہے جب ظنی واجتہادی میں اختلاف رہا ہے (جس کی مثالیں پہلے گذر چکی ہیں تو کیا ان اختلاف کرنے والے فقہاء وعلماء نے ایک دوسرے کو فسق وضلالت وغیرہ کے فتوے اور احکام لاگو فرمائے تھے؟ بلکہ ہرگز نہیں۔ تو پھر آپ کیوں زور دیتے ہیں کہ پیر صاحب کی تحقیق کو ماننے کی صورت میں اہل اسلام کا فسق و کفرو ضلالت اور نمازوں کا بطلان و کراہتہ تحریمی کی وجہ سے واجب الاعادہ ہونا لازم آتا ہے جو اہل اسلام پر بڑا ظلم ہے وغیرہ وغیرہ ابھی ماقبل میں الحدیقہ کی عبارہ میں گذر چکا ہے کہ منع کرنا صرف ایسے منکرات شرعیہ سے ضروری ہے جن کی حرمت اجماعی و اتفاقی ہو اور یہ کہ ممکن ہے منع کرنے والا کسی ایسے عمل و فعل سے منع کرتا ہو جو اس فعل کے کرنے والے مفتی وعالم کے نزدیک جائز ہو لہذا بندہ کی تحقیق کی روشنی میں جو لوگ عمامہ سنت موکدہ ہونے کے قائل نہیں اور بغیر عمامہ کے نمازیں پڑھاتے رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں ان کے مفتیان کرام وعلماء عظام نے جواز کا فتوی دے کران کو گناہ سے بچالیا ہے کیونکہ عامی کا مذہب اس کے مفتی کا فتوی ہوتا ہے جیسا کہ فتاوی شامیہ و دیگر کتب و فتاوی میں مصرح ہے وہ اپنے مفتی اور عالم مجوز کے فتوی پر عمل کرتے ہیں اس لئے ان کو نہ گناہ گار قرار دے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی نمازوں کو باطل وغیرہ قرار دے سکتے ہیں دیکھئے فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے فتاوی رضویہ صفحہ ۷۷۴ ج س میں فرمایا ہے کہ اگرچہ ہمارا مذہب معتمد یہی ہے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے مگر باوجود اس کے اگر کوئی دیہات میں پڑھتا ہے تو اس کا جمعہ ہو جائے گا کیونکہ ایک روایت یا ایک قول کے مطابق دیہات میں جمعہ ہوجاتا ہے ملاحظہ ہو عبارت۔ "دیہات میں نماز جمعہ و عیدین مذہب حنفی میں جائز نہیں مگر جہاں ہوتا ہے اس کے بعد کرنا حاصل کا کام ہے صفحہ ۷۷۴ ج 3 میں مزید فرمایا اور الحمد للہ تعالیٰ ابھی انصاف و علم صاف جائینگے کہ حق سے تجاوز نہیں یہ نہ اس کے خلاف عمل کرسکتے ہیں نہ زنہار مذہب ائمہ چھوڑ کر دوسری بات پر فتوی دے سکتے ہیں مگر جانتے ہی دوبارہ عوام فقیر کا طریق عمل یہ ہے کہ (۱) الی ان قال ایک ایک روایت پر صحت ہی ہے" اعلیٰ حضرت نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی نماز ظہر اس کے ذمہ باقی

ہے اس کی قضاء واجب یا فرض ہے ار قضاء نہ کرے گا تو فاسق و مجرم و اور گناہ گار ہو گا بتائیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر کیا فتوی صادر کریں گے جناب جو مذہب محذب۔ مذہب معتمد کے خلاف کرنے والے کو اجازت دے رہے ہیں اور نماز کو جائز کہہ رہے ہیں۔ حق اگرچہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا ہے اور عمامہ سنت موکدہ ہونا ہی ہے مگر یہ حق متعین نہیں بلکہ حق دائر ہے جیسا کہ اسلام کا حق ہونا دیگر ادیان کے مقابلہ میں حق متعین ہے اور حق متعین کے مقابلہ میں آنے والی چیز باطل ہوتی ہے اسی لیے دیگر ادیان کو باطل ادیان کہہ سکتے ہیں مگر کفارہ میں غلام کا آزاد کرنا حق بھی ہے اور کپڑے دس مساکین کو دینا بھی حق ہے اور کھانا کھلانا بھی حق تین روزے رکھنا بھی حق ہے حالانکہ ان کے مابین فریق بھی موجود ہے مگر حق ہونے میں سب مساوی ہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ غلام کا آزاد کرنا حق ہے تو پھر کپڑے دینا کھانا کھلانا روزے رکھنا یہ نہیں ہوسکتے کیونکہ حق ایک بھی ہوتا ہے اس لئے کہ قسم کا کفارہ کی سب جیسے مذاہب اربعہ میں سے کسی کو حق کہنا اور کسی کو باطل کہنا درست نہیں کیونکہ ان کے مابین حق۔ حق دائر ہے حق متعین نہیں ہے اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حنفی اہل حق ہیں اور شافعی مالکی حمبلی اہل باطل ہیں۔ اسی طرح ظنی و اجتہادی مسائل فروعیہ میں حق دائر ہوتا ہے حق متعین نہیں ہوتا تاکہ ایک کے حق ہونے سے دوسرے کا بطلان لازم آئے

مزید یہ کہ حضرت قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و دیگر اسلامی مقتدین کی نمازیں باطل ہیں کوئی بھی ایسی عبارت سرکار مبارک کی کسی تحریر میں سے نہیں دکھا سکتا۔

5۔ وھو من الخاسرین کی تفسیر میں تم نے یہ کہہ دیا کہ پیر صاحب نے اے من الکافرین سے تفسیر کر کے تفسیر بالرائے کی ہے مگر خود تم نے کسی تفسیر سے اس کے خلاف نقل نہیں کیا نہ کسی تفسیر کا حوالہ دیا ہے تمہارا فرض بنتا تھا کہ تم خود کسی معتبر تفسیر سے اس کے خلاف نقل کرتے اور اس کا حوالہ دیتے تم نے ایسا نہ کر کے کس بات کو چھپایا ہے کونسی تفسیر بالقرآن یا تفسیر بالحدیث یا تفسیر باقوال الصحابہ والتابعین ہے وہ کیوں نقل نہیں کی وہ کسی تفسیر

سے بحوالہ بتاؤ

6۔ تم نے کہا کہ قیاس اقترانی میں صغری اور کبری کو ملانے اور حد اوسط کو ساقط کرنے کی بات غلط ہے نہ صغری و کبری کو ملایا جاتا ہے اور نہ حد اوسط کو گرایا جاتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ اگر واقعی بات وہی ہے جو تم نے کہی ہے تو پھر اس قیاس کو اقترانی کیوں کہا گیا ہے اور پھر صغری اور کبری میں جو چیز مکرر آتی ہے وہ نتیجہ میں کیوں مزکور نہیں ہوتی مثلاً

العالم متغیر و کل متغیر حادث

ان دونوں میں لفظ متغیر مکرر ہے جو حد اوسط ہے اب اس کا جب نتیجہ نکالا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فالعالم حادث ظاہر ہے صغری میں متغیر محمول بن کر آیا ہے اور کبری میں یہ موضوع بن کر آیا ہے مگر نتیجہ میں نہ محمول ہے نہ موضوع ہے بلکہ لفظوں میں ساقط ہے لہٰذا تم بتاو کہ اس کو اقترانی کہنے کی وجہ کیا ہے اور نتیجہ میں یہ مذکور کیوں نہیں ہے۔

7۔ جب آپ کے نزدیک فعل، کون صنع وغیرہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی صورہ میں خلق و ایجاد کے معنی میں عندالمتکلمین نہیں ہیں جیسا کہ آپ کے اعتراض نمبر۵ صفحہ ۱۴۳ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ علماء کے اقوال میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اور آپ اپنے کو عالم سمجھتے ہیں تو جواب دیں کہ پھر جہاں فعل، کون، صنع وغیرہ کی نسبت خدا کی طرف ہو تو کیا مراد ہوتا ہے کسب یا کچھ اور اگر کسب مراد ہوتا ہے تو پھر خدا کا کسب ہونا لازم آیا جس سے آپ اپنی کتاب میں براۃ کا اظہار کرتے ہیں (جو بظاہر حقیقت نہیں) اگر کچھ اور مراد ہے تو وہ کیا ہے اسکا نام بتائیں اور ساتھ ساتھ اپنی پیش کردہ آیات و حدیث کا مرادی معنی بھی بتائیں کہ کیا ہے

"و کان اللّٰہ بکل شئی علیما اور و کان اللّٰہ علی کل شئی رقیبا" ان اللّٰہ کان علی کل شئی شھیداً اور حدیث کان اللّٰہ ولم یکن معہ شئی صفحہ ۱۴۴ کے مرادی معنی بتاؤ؟ نیز (کان) کے متعدد معانی نہ ہونا بھی ثابت کرو؟

8۔ حضرت قیوم زمان کے متعلق تم نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی احدیت، صمدیت عدم

والدیت عدم مولودیت عدم کفایت میں بھی آپ اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتا ہے الخ۔ مزید لکھا اور وہ کثیر تعداد میں اپنے مرید علماء کو جن کو استاد کل اور ثانی شیخ احمد سرہندی کہتا ہے الجراحات صفحہ ۳۹/۴۹ اور وہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی کے مقام سے فوق افضل ہونے کا ادعاء باطلہ کرتا ہے الجراحات صفحہ ۵۴/۷۷

ان میں سے کسی ایک کے متعلق نہیں بلکہ ہر امر کے متعلق حضرت قیوم زمان کی کسی تحریر سے دعوی یا ادعاء کی عبارت دکھائیں کہ آپ نے کسی کتاب میں کہاں کون سے صفحہ پر یہ دعوی کیا ہے۔

اگر یہ عبارات بطور دعوی نہ دے سکے تو پھر آپ کو ہم "لعنته الله علی الکاذبین" کا اولین مصداق تصور کریں گے

9۔ تم نے صفحہ ۷۹ میں عمامہ پہن کر نماز پڑھنے پر زور دینے اور عمامہ سے نماز پڑھنے کو سنت موکدہ لازمہ قرار دینے کو آیتہ کریمہ "ماجعل الله علیکم فی الدین من حرج" کی خلاف ورزی قرار دیا ہے حالانکہ وہ "ولکم فی رسول الله اسوة حسنه" کا مصداق ہے تو پھر کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ایک قبضہ داڑھی پر زور دینا اور شلوار یا دھوتی کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے پر زور دینا سردیوں میں چادر کا پلہ ٹوپی یا عمامہ کے اوپر رکھنے کا زور دینا وغیرہ وغیرہ یہ بھی اس آیت کی خلاف ورزی ہے اور جدید شریعت گھڑنے کے مترادف ہے۔

کیا آپ اس کا جواب دیں گے؟

فماهو جوبکم فهو جوابنا

10۔ تم نے اپنی کتاب مجموعہ خرافات کے صفحہ پر منطقی بحث کی ناکام کوشش کرتے ہوئے عمامہ کو مطلق سنت کی ایک نوع قرار دیا ہے حالانکہ عمامہ نوع نہیں بلکہ مطلق سنت کی ایک نوع کا ایک فرد ہے ہمارے نزدیک سنن ھدی کا فرد ہے جبکہ تمہارے نزدیک سنن زوائد کا فرد ہے تم نے اس کو سنن زوائد کا فرد قرار دیا ہے مگر خصوصی طور پر اس کے سنت زوائد

میں سے ہونے پر کوئی صریح حوالہ کسی معتبر کتاب سے نہیں دیا جبکہ قبلہ حضرت قیوم زمان نے مواہب الدنیہ اور شرح شمائل سے دو عدد صریح عبارات میں لفظ سنتہ موکدہ صراحتہ لکھا ہوا پیش کیا ہے اور واقعی سرکار کی تائید میں یہ صریح عبارتیں موجود ہیں مگر تمہارے موقف کے حامیوں کے پاس ایسی کوئی عبارت موجود نہیں ہے

جس میں صراحتہ لکھا ہو کہ عمامہ سنت موکدہ نہیں بلکہ سنت زوائد میں سے ہے۔

بشرطیکہ یہ عبارت متقدمین یا متاخرین فقہاء کی ہو۔

11۔ آپ نے ملا علی قاری اور شیخ محقق کی عبارت نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خالی ٹوپی پہننا بھی مشرکوں کافروں کی وضع نہیں اور خالی عمامہ بھی ان کی وضع نہیں یقیناً کیونکہ بہت سے بزرگ خالی ٹوپی استعمال کرتے رہے ہیں اگرچہ تمہاری اس گفتگو کا جواب ہم دے چکے ہیں مگر اب یہاں آپ سے یہ سوال مقصود ہے۔

وہ سوال یا اعتراض یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اپنے فتاوی رضویہ صفحہ ۶۷/ جلد 3 میں لکھتے ہیں کہ "عمامہ سنت لازمہ دائمہ" ہے یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا ہے اور حدیث آتی "رکانہ رضی اللہ عنہ" کو اس پر حمل کیا۔ علامہ ملا علی قاری نے شرح مشکواۃ میں فرمایا ہے لم یروانہ ﷺ لبس القلنسوہ بغیر العمامہ فتعین ان یکون ہذا ذی المشرکین یعنی اصلا مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ ؐ نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے اور کیونکر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے مبتدعین کی وضع ہے۔ الخ

اس عبارت کو نقل کر کے مفتی غلام سرور صاحب لاہور نے اپنے رسالہ البر کے صفحہ 35/34 اور صفحہ 36 (شمارہ 2 فروری 1992ء بمطابق رجب ۱۴۱۲ھ جلد ۲) میں اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے جو نتائج اخذ کرتے ہیں وہ یہ ہیں

ا۔ خالی ٹوپی پہننا اور اسکے اوپر عمامہ نہ باندھنا کافروں مشرکوں اور بدمذہبوں کی وضع ہے۔

(خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے)

۲۔ عمامہ کا سنت ہونا متواترہ ہے اور سنت متواتر کا استخفاف کفر ہے

۳۔ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ کفر و ایمان اور مسلمانوں و مشرکوں میں فارق ہے

۴۔ حضور ﷺ نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی نہ پہنی متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے

۵۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں یعنی ٹوپیوں پر عمامے باندھنے چھوڑ دیں گے تو دین حق پر نہ رہیں گے

ان عبارات اور اخذ کردہ نتائج سے ثابت ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور مولف علامہ مفتی غلام سرور قادری صاحب کے نزدیک بھی خالی ٹوپی پہننا کافروں مشرکوں کی وضع ہے کیونکہ حضور ﷺ خالی ٹوپی کبھی نہیں پہنی یہی بات ملا علی قاری نے فرمائی کہ اب ان حضرات کے اقوال اور فیصلوں کے مقابلہ میں آپ کی بات کو کیوں ترجیح دی جائے آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہئے ملا علی قاری اور فاضل بریلوی کے قول کے مقابلہ میں آپ کا قول راجح ہے یا مرجوح؟ جواب دو۔

(رئیت احد عشر کوکبًا)